سوڈان میں لکھی شاعری

قطرہ قطرہ عشق

نیلما ناہید درانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

دارفر کے شب و روز

پھر اک مشکل دن گزرا ہے
پھر اک لمبی شب آئی ہے
کیسی ظالم تنہائی ہے

قطرہ قطرہ عشق

نیلما ناہید درانی

زربفت پبلی کیشنز لاہور
کمرہ نمبر 7 سیکنڈ فلور رحمان پلازہ (مچھلی منڈی) اردو بازار لاہور
03034060515 - 03016360741
zarbaftpublications@gmail.com

''اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''

تزئین و اہتمام: عمران شناور
قانونی مشاورت: میاں محمد اکرام خاں لکھویرا (شہر فرید)
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، بہاول پور

نام کتاب : قطرہ قطرہ عشق
نام شاعرہ : نیلما ناہید درانی
اشاعت اوّل : ۲۰۱۱ء
اشاعت دوم : دسمبر ۲۰۲۲ء
کمپوزنگ : زربفت کمپوزر
سرورق : عمران شناور
قیمت : ۵۰۰ روپے
بیرون ملک : ۱۰ ڈالر، ۱۰ پاؤنڈ، ۲۰ ریال

انتساب اول

افریقہ میں بہتے عالی شان دریا
نیل (River Nile) کے نام

انتساب دوم

دارفر (Darfur) کے نام

دشت میں سایہ نہ دیوار یہ اب دیکھا ہے
زندگی ہوتی ہے دشوار یہ اب دیکھا ہے
سر پہ سورج ہے سوا نیزے پہ آیا جیسے
پاؤں میں ریت کے انگار یہ اب دیکھا ہے

رات کٹتی نہیں قیامت ہے
اب تو ہر اک گھڑی قیامت ہے
یہ سنا تھا کہ اس نے آنا ہے
کوئی اس سے بڑی قیامت ہے

فہرست

غزلیں

نثری اور آزاد نظمیں

نعت

زندگی زندگی نہیں ہوتی
گر تری رہبری نہیں ہوتی

تیرا حسن و جمال یکتا ہے
تجھ سی خوش قامتی نہیں ہوتی

نور چہرہ ہے زلف عنبر ہے
تجھ سوا دلکشی نہیں ہوتی

رب جو تجھ پر فدا نہیں ہوتا
جگ میں پھر دلبری نہیں ہوتی

حسن اخلاق تجھ پہ آخر ہے
رحمتوں میں کمی نہیں ہوتی

نیلما پر تری عنایت ہے
بات ورنہ بنی نہیں ہوتی

حاضری

در رسول پہ جاکر یہ انکشاف ہوا
مرا رسول تو رحمت ہے ہر جہاں کے لیے

نا اس سے کوئی بڑا ہے نا کوئی آئے گا
وہی تو اعلی و ارفی ہے ہر زماں کے لیے

اسی نے درس دیا ہے ہمیں اخوت کا
اسی کی ذات گرامی ہے ہر اماں کے لیے

وہی ہے پیکر اخلاق ہر زمانے میں
درود اس پہ ہی لازم ہے ہر زباں کے لیے

درِ رسول سے ندا

میرے عاشق سے کہو جان سے جانا سیکھے
میری الفت میں فقط پیار سکھانا سیکھے

جان لینا تو نہیں درس ترے آقا کا
کسی انساں کے لیے اشک بہانا سیکھے

کام آئے کسی انساں کے کسی کو تھامے
گرتے لوگوں کو کبھی بڑھ کے اٹھانا سیکھے

میرا عاشق مری سنت کا ہو پیکر ایسے
وہ تو دشمن کو بھی گھر جا کے منانا سیکھے

سلام

حسین غم نے ترے مجھ کو یوں سجایا ہے
ستارے دے کے مجھے آسماں بنایا ہے

یہ تیری آل کا صدقہ ہے میرے پاک نبی
قلم نصیب ہوا ہے علم اٹھایا ہے

یہ چاند تارے ہیں سارے یا خوں کے ذرّے ہیں
یا عکس کرب و بلا نے جہاں سجایا ہے

مجھے جہاں کے یزیدوں سے ڈر نہیں لگتا
کہ میرے گھر پہ مرے پنج تن کا سایہ ہے

حسین ابن علی پر سلام لازم ہے
کہ جس نے دیں کے لیے اپنا گھر لٹایا ہے

سلام

وفور شوق میں اس نے سفر ارادہ کیا
وہ پیاس اوڑھ کے سویا لہو لبادہ کیا

وہ کیسے لوگ تھے بچے کا صبر بھی تھا کمال
گلے پہ تیر بھی کھایا نا لب کشادہ کیا

مرے تھے حق کے لیے وہ تو کام انھی کا تھا
وہ آل احمد مرسل تھے پورا وعدہ کیا

وہ سر بریدہ بدن خوشبو یوں لٹاتے رہے
جو داستان وفا تھی اسے زیادہ کیا

وہ سرخوشی تھی محبت کی اور کیا شے تھی
ہوائے دشت کو جس نے مثال بادہ کیا

غزلیں

غربت نے ناتواں کو دلاسا نہیں دیا
لیکن انا نے ہاتھ میں کاسہ نہیں دیا

متفرق

اس سے کہنا خفا نہ ہو مجھ سے
اور کبھی بھی جدا نہ ہو مجھ سے

....

کبھی سزا کی طرح اور کبھی جزا کی طرح
وہ میرے ساتھ رہا ہے کسی خدا کی طرح

....

محبت میں جدا ہونے سے پہلے
وہ انسان تھا خدا ہونے سے پہلے

❁

قطرہ قطرہ عشق پیا ہے
قطرہ قطرہ درد سہا ہے

قطرہ قطرہ لمس کا جادو
آنکھ نے گویا شہد چکھا ہے

دن بھر آس کی دھوپ سہی تھی
رات کو اک سپنا دیکھا ہے

یاد کا موسم دھیرے دھیرے
تن من میں رس گھول گیا ہے

وہ آئے تو جل اٹھتا ہے

دل کے اندر ایک دیا ہے

کیسی رم جھم میں بھیگی ہوں

میں نے اس کو جب سوچا ہے

ہر سو اس کی یاد کھڑی ہے

پیار میں اس کے عجب نشہ ہے

یارب ترے فرعون سے ملنا ہے کسی دن
اس نیل کنارے مجھے چلنا ہے کسی دن

اک سامری نے مجھ پہ سحر پھونک دیا ہے
اک سانپ نے آ کر مجھے ڈسنا ہے کسی دن

جس راہ پہ موسیٰ و خضر چلتے رہے ہیں
سوچا نا تھا اس راہ پہ چلنا ہے کسی دن

جس کو بھی جمیلوں سے محبت ہے خدا ہے
اے عشق مجھے حد سے گزرنا ہے کسی دن

یوسف سے بھی ملنا ہے مجھے تیرے جہاں میں
سنت پہ زلیخا کی بھی چلنا ہے کسی دن

اک نیا رشتہ بنا ہے دل سے دل ملنے کے بعد
دھڑکنوں نے کچھ کہا ہے دل سے دل ملنے کے بعد

اب جدائی کا تصور ہے نا ملنے کا خیال
مجھ کو یہ کیا ہو گیا ہے دل سے دل ملنے کے بعد

پیاس آنکھوں میں دھری تھی اور لب خاموش تھے
گویا امرت پی لیا ہے دل سے دل ملنے کے بعد

ملگجی سی شام میں اک چاند کا سایہ تھا وہ
اس کو بس سوچا گیا ہے دل سے دل ملنے کے بعد

ہر طرف صحرا تھا کانٹے تھے سلگتی ریت تھی
کیسا جل تھل ہو گیا ہے دل سے دل ملنے کے بعد

رات جاگی تو کئی درد پرانے جاگے
ہم جو جاگے تو کئی گزرے زمانے جاگے

ہم کسی خواب نگر میں تھے جگایا کس نے
زندگی سے بھی کہو ساتھ نبھانے جاگے

کتنے ہی غم تھے جنہیں دل میں سلایا تھا مگر
دل میں غم جاگا تو سب اس کے بہانے جاگے

ہر طرف شہر میں یوں دکھ کا اندھیرا پھیلا
چاند تارے بھی اسی غم کو منانے جاگے

درد کے مارے جہاں بھر میں سماتے کیسے
ہر زمانے میں انھیں لوگ ستانے جاگے

آخری دور کٹھن ہے مرے مولا یا مدد
آخری عمر میں سب روگ پرانے جاگے

مجھ سے ملنے آتے ہیں یوسف موسیٰ اور فرعون
اپنا حال سناتے ہیں یوسف موسیٰ اور فرعون

ہم بھی اسی دنیا میں تھے پر آج فقط اک ماضی ہیں
مجھ کو یہ بتلاتے ہیں یوسف موسیٰ اور فرعون

انساں آتے جاتے ہیں پر کام یہیں رہ جاتا ہے
مجھ کو یہ سمجھاتے ہیں یوسف موسیٰ اور فرعون

وہ ہی میرے ساتھی ہیں اس دشت بھری تنہائی میں
میرا دل بہلاتے ہیں یوسف موسیٰ اور فرعون

نیل کنارے ان تینوں کو جب میں تنہا دیکھتی ہوں
مجھ سے آنکھ چراتے ہیں یوسف موسی اور فرعون

میں اس نگری کی باسی ہوں جہاں وہ برسوں پہلے تھے
غم کے گیت سناتے ہیں یوسف موسی اور فرعون

❀

پلکوں پہ آنسوؤں کا گزر تھا تو وہ ملا
نیلے سمندروں کا سفر تھا تو وہ ملا

صحرا کی ریت نے مرے رستے جکڑ لیے
میری مسافتوں کا اجر تھا تو وہ ملا

شب بھر نماز پڑھتے رہے آنکھ نم کے ساتھ
میری ریاضتوں کا ثمر تھا تو وہ ملا

اس حسن بے مثال کو سوچا تھا بارہا
میری صداقتوں کا اثر تھا تو وہ ملا

یوں نیلما کوئی بھی زمانے میں خوش نہیں
رب کی عنایتوں کا ثمر تھا تو وہ ملا

میرا رستہ تکنے والا کوئی تو ہو
میرے گھر میں رہنے والا کوئی تو ہو

لب پہ دعائیں آنکھ میں آنسو جلتے ہوں
ملنے اور بچھڑنے والا کوئی تو ہو

برتن ٹوٹیں آوازیں ہوں شور مچے
لڑنے اور جھگڑنے والا کوئی تو ہو

مجھ کو گیت سنائے اپنی چاہت کے
میرے پیار میں جلنے والا کوئی تو ہو

گھر میں بسی ہو خوشبو اس کی سانسوں کی
گیتوں جیسی باتوں والا کوئی تو ہو

❁

ہر جگہ ہر راستے پر میرے کتنے سانپ ہیں
جس طرف بھی دیکھتی ہوں آگے کتنے سانپ ہیں

زہر نے میری رگوں کو کر دیا ہے نیلگوں
میرے دل میں خوں میں جاں میں پھیلے کتنے سانپ ہیں

شام ہوتی ہے تو آنگن میں چلے آتے ہیں وہ
گھر کی ہر دیوار و در سے لپٹے کتنے سانپ ہیں

سانپ چہرے سانپ لہجے سانپ سارے ہم قدم
اور لفظوں سے ٹپکتے رِستے کتنے سانپ ہیں

میں جہاں جاتی ہوں میرے ساتھ ہی جاتے ہیں وہ
آستینوں میں چھپے ہیں بیٹھے کتنے سانپ ہیں

حشر کیسا رہا بپا مجھ میں
کوئی روتا رہا سدا مجھ میں

دل بھی آنکھوں کی بات سنتا رہا
اک یہی تو تھا بے وفا مجھ میں

کیسی وہ جنگ تھی جو جاری تھی
کوئی تو شخص تھا خفا مجھ میں

موت آئی تو ساتھ چھوڑ دیا
کوئی تو دے گیا دغا مجھ میں

دل کی وحشت سے ہار جب مانی
نیلما دل ہوا جدا مجھ میں

آنکھ کے ساتھ ملا دل کا کھلونا کیسا
دل جو ٹوٹا تو پڑا آنکھ کو رونا کیسا

رات کے ساتھ خیالوں کی بھی رم جھم آئی
شعر کے ساتھ پڑا جاں کو بھگونا کیسا

جب سمندر کی طرف رخت سفر باندھا ہے
پھر کناروں کی طرف دیکھ کے رونا کیسا

پھر سے مہمان ہوئی دل میں کسی کی چاہت
جسم و جاں کو بھی پڑا خوں میں ڈبونا کیسا

جس کو پانے کے لیے عمر گنوائی لوگو!
وقت آخر اسے ملنا اسے کھونا کیسا

وہ جو ہر در پہ گداگر کی طرح پھرتا ہے
ایسے انسان کو اب دل میں سمونا کیسا

ہے غریبی تو بری چیز مگر اس کے سوا
حرص کر دیتی ہے انسان کو بونا کیسا

مرے ہی گھر میں کوئی جانتا نہ تھا مجھ کو
میں کیا تھی کون تھی پہچانتا نہ تھا مجھ کو

عجب غلاف تھا اطراف میں جو پنہاں تھا
عجیب دل تھا مرا مانتا نہ تھا مجھ کو

وہ کیسی تشنہ لبی تھی وہ کیسا دریا تھا
ازل سے جو تھا مرا جانتا نہ تھا مجھ کو

ہاں ایک اور مسافت کا سامنا تھا مجھے
جو راہبر تھا وہ پہچانتا نہ تھا مجھ کو

مجھے بھی نیلما اپنا حصار پیارا تھا
اسی لیے تو کوئی جانتا نہ تھا مجھ کو

❀

میری دنیا میں کوئی چاند اجالے آئے
آخری بار کوئی مجھ کو سنبھالے آئے

غم کا طوفاں ہے یہاں چاروں طرف آندھی ہے
اس تلاطم سے کوئی مجھ کو نکالے آئے

راہبر ایسا ملے جس پہ ہوں راہیں قرباں
اور منزل وہ مجھے اپنی بنالے آئے

آنکھ میں آس ہے دیدار کی پیروں میں تھکن
اس مسافر کو کوئی پھر سے اٹھا لے آئے

نیلما خوف کی نگری میں تو دم گھٹتا ہے
کوئی در کوئی دریچہ ہی نکالے آئے

غم کسی کا ہو انہیں آنسو بہانا چاہیے
میری آنکھوں کو تو رونے کا بہانا چاہیے

میں کسی بھی شہر سے گزروں کہیں رکتی نہیں
اس سفر میں کوئی تو اپنا ٹھکانہ چاہیے

جس کو سب معلوم ہے میری خبر رکھتا ہے جو
اس کو اب میرے سوا سارا زمانہ چاہیے

دل کی ہر دیوار پر اک نقش ہے ابھرا ہوا
چاہتی ہوں میں اسے اب تو مٹانا چاہیے

ایک مدت ہوگئی ہے در بدر پھرتے ہوئے
نیلما اب لوٹ کر گھر بھی تو جانا چاہیے

اک زمیں دے کر ہمیں بے آسماں رکھا گیا
بے در و دیوار سا اس میں مکاں رکھا گیا

ایک مدت تک رہے ترساں کسی کی چاہ میں
ایک مدت تک ہمیں یوں بے اماں رکھا گیا

جاہ و منصب جن کو بخشے اس زمانے کے لیے
پھر انھی لوگوں کو آخر بے نشاں رکھا گیا

بس رہے تھے کتنے صحرایوں مرے اطراف میں
جیسے میرا دل تھا گویا ساربان رکھا گیا

ہر طرف اشجار تھے سر سبز شاخوں سے بھرے
ناتواں ٹہنی پہ اپنا آشیاں رکھا گیا

اندھیرا آنکھ میں چھانے لگا ہے
یہ دل دنیا سے گھبرانے لگا ہے

یہ بادل اب برستے ہی نہیں ہیں
یہ سورج بھی پگھل جانے لگا ہے

ہر اک منظر میں کاجل بھر گیا ہے
فلک پر چاند گھبرانے لگا ہے

کہاں ہیں آبشاریں اور وہ منظر
مری کا روپ دھندلانے لگا ہے

چمکتی دھوپ اور گرمی کا موسم
پہاڑوں پر بھی اب چھانے لگا ہے

درختوں کو نظر کس کی لگی ہے
ہر اک منظر بکھر جانے لگا ہے

کوئی جھرنا مچلتا ہی نہیں ہے
پرندہ شاخ پر گانے لگا ہے

یہ کس آنگن میں بلی رو رہی ہے
کوئی اس گھر سے اب جانے لگا ہے

وہ لمحہ دل ستاں بھولا نہیں ہے
ہمیں وہ آستاں بھولا نہیں ہے

وہ جس کے لفظ نشتر بن گئے تھے
وہ تھا کیسا بیاں بھولا نہیں ہے

ہماری آنکھ جب برسی تھی برسوں
وہ کیسا تھا سماں بھولا نہیں ہے

کوئی در تھا دریچہ تھا نہ روزن
عجب تھا وہ مکاں بھولا نہیں ہے

سدا رہتا تھا جو طوفاں کی زد میں
وہ اپنا آشیاں بھولا نہیں ہے

❀

اس کے چہرے پہ دلکشی ٹھہری
اس کی چاہت میں دلبری ٹھہری

اس کو دیکھا تو آج ایسا لگا
میری آنکھوں میں زندگی ٹھہری

چاند اترا تھا میرے آنگن میں
رات بھر گھر میں چاندنی ٹھہری

جھوٹ کے ساتھ کیسے رہ پاتے
جن کا دستور راستی ٹھہری

دوست سمجھا جسے وہ دشمن تھا
نیلما کیا یہ سادگی ٹھہری

وہ کون تھا جس نے مجھے تسخیر کیا تھا
اک تاج محل دل میں بھی تعمیر کیا تھا

میں اس سے گریزاں تھی مگر اس کے لیے تھی
جس نے مرے ہر خواب کو تعبیر کیا تھا

اک ریت کا صحرا بھی تھا اطراف میں میرے
اک نیل کے دریا کو بھی جاگیر کیا تھا

اک وصل بھی لکھا تھا مرے کاتب دل نے
اک لمس کی خواہش کو بھی تقدیر کیا تھا

اس چاند میں اک عکس چھپا رکھا تھا میں نے
وہ پیار کا لمحہ تھا جو زنجیر کیا تھا

❀

اک ذرا سا جہان مانگا تھا
ہم نے اپنا مکان مانگا تھا

دھوپ کی شال اوڑھ رکھی تھی
اک فقط سائبان مانگا تھا

وہ تو یونہی خفا ہوئے ہم سے
ہم نے کیا آسمان مانگا تھا

راہ دشوار تھی بہت اپنی
اس لیے پاسبان مانگا تھا

روز رہتا تھا جو اندھیرے میں
اس نے سورج کا دان مانگا تھا

❁

مرے اطراف تنہائی بہت ہے
گو اس کے گھر میں شنوائی بہت ہے

فرشتوں نے لکھا ہے میری خاطر
زمانے بھر کی رسوائی بہت ہے

کسی جا پر ٹھہرتا ہی نہیں ہے
مرا دل بھی تو ہرجائی بہت ہے

یہاں پھولوں پہ شبنم ناچتی ہے
مرے آنگن میں پروائی بہت ہے

یہ دھرتی ہے بہت پیاسی مگر یاں
گھٹا ہے دھوپ بھی چھائی بہت ہے

مجھے ہے نیلما آنگن یہ پیارا
یہاں پھولوں پہ رعنائی بہت ہے

دل سراپا ملال رکھا ہے
پھر بھی تیرا خیال رکھا ہے

چشم آہو ہے سرو قامت ہے
کیسا حسن و جمال رکھا ہے

آہ کے ساتھ جاں نکلتی ہے
ہجر میں یہ کمال رکھا ہے

چند آنسو ہیں چند قصے ہیں
یہ فقیروں کا مال رکھا ہے

عاشقی، عشق اور شب ہجراں
کیسا کیسا وبال رکھا ہے
اب تو جینے کی آرزو بھی نہیں
موت کا اک سوال رکھا ہے

مجھ کو وہ گیت کبھی پھر سے سنائی دیتا
کاش وہ شخص مجھے پھر سے دکھائی دیتا

ظلم اس طرح بڑھا شہر نے چپ سادھ لیا
اس زمانے میں بھلا کون دہائی دیتا

سہمے پھرتے ہیں سبھی لوگ انہیں کچھ نا کہو
آنکھ رکھتے ہوئے جن کو نا دکھائی دیتا

مجھ کو تنہائی کا آسیب نگلنے آیا
کوئی تو آ کے مجھے غم سے رہائی دیتا

لوگ کہتے ہیں جو اچھا تو یقیں کیسے کروں
وہ جو اپنا ہے مجھے ساری برائی دیتا

❀

کدھر جائیں بتا میرے خدایا
کوئی در ہے نا جا میرے خدایا

بہت بے چین ہے مضطر ہے یہ دل
سکوں کر اب عطا میرے خدایا

مری ماں سے ملا دے پھر سے مجھ کو
مری ہے یہ دعا میرے خدایا

یا اک گھر ہی عطا کر دے جہاں میں
یا پھر آئے قضا میرے خدایا

تری دنیا میں دل لگتا نہیں ہے
کوئی ہو معجزہ میرے خدایا

❀

دل سے اک رابطہ تو رہنے دو
پیار کا راستہ تو رہنے دو

میرا آنگن تو تم سے روشن ہے
میرا آنگن بسا تو رہنے دو

تم مرا پیار میرا آنچل ہو
سر پہ آنچل سجا تو رہنے دو

تم ہو یوسف تو میں زلیخا ہوں
پیار کا سلسلہ تو رہنے دو

لاکھ شکوے گلے ہزار سہی
یاد کا رابطہ تو رہنے دو

جتنے حاسد ہیں وہ ہی اپنے ہیں
کیا کہوں فاصلہ تو رہنے دو

زندگی ختم ہوئی چاہتی ہے
صبح اب رات بنی چاہتی ہے

شام بھی آ گئی ہے آنگن میں
آنکھ میں نیند تھمی چاہتی ہے

موت بھی آ رہی ہے پل بھر میں
یہ گھڑی بھی تو رکی چاہتی ہے

سارے اپنوں سے کیا گلہ ہو جب
دوستی ختم ہوئی چاہتی ہے

اک وبا آ گئی ہے جگ بھر میں
اب تو دنیا لٹی ہی چاہتی ہے

چاند کچھ دیر کو آتے ہو چلے جاتے ہو
میری آنکھوں میں سماتے ہو چلے جاتے ہو

میں بہت دیر سے تنہا ہوں اسی بام پہ ہوں
تم تو ہر بام پہ آتے ہو چلے جاتے ہو

چاند تم آتے ہو سنگ اپنے ستارے لے کر
یوں مجھے تم بھی ستاتے ہو چلے جاتے ہو

چاند تنہائی عجب چیز ہے کیا جانتے ہو
تم تو محفل ہی سجاتے ہو چلے جاتے ہو

❁

بچھڑنے کی کوئی تدبیر کر لیں
چلو اک امتحاں تحریر کر لیں

بہت دن سے یقیں گم ہو چکا ہے
اسے ڈھونڈیں اسے زنجیر کر لیں

نہیں ہے رابطہ جب دل کا دل سے
تو پھر کیا مصلحت تقدیر کر لیں

بصارت سے پرے ہے ایک دنیا
اسے بھی سوچ میں تصویر کر لیں

کوئی جادو کوئی منتر ہی سیکھیں
کسی کے دل کو ہم تسخیر کرلیں

زمانے بھر کو ایسے بھول جائیں
بس اس کی یاد کو جاگیر کر لیں

❀

اک نیّرِ تاباں کی شعائیں ہیں یہاں بھی
یہ میرے لیے کیسی فضائیں ہیں یہاں بھی

لینا تھا حساب اس نے مرا حشر کے دن جب
پھر میرے لیے کیسی سزائیں ہیں یہاں بھی

مقتل میں جدھر دیکھوں مرے اپنے کھڑے ہیں
یہ میرے لیے کیسی وفائیں ہیں یہاں بھی

کہتے ہیں جسے لوگ سبھی شہر خموشاں
گر غور کرو گے تو صدائیں ہیں یہاں بھی

لشکر ہیں یہ کس کے جو سبھی لوٹ رہے ہیں
خیمے بھی یہاں پر ہیں ردائیں ہیں یہاں بھی

دشمن کو خبر کر دو نہیں اس کی ضرورت
سب دوست یہاں پر ہیں جفائیں ہیں یہاں بھی

طوفان ہے آندھی ہے بڑی سخت گھڑی ہے
پر میرے لیے ماں کی دعائیں ہیں یہاں بھی

جو دیکھو تو عیاں کچھ بھی نہیں ہے
جو سوچو تو نہاں کچھ بھی نہیں ہے

وہ رہتا ہے کہیں اس سے بھی آگے
یہ نیلا آسماں کچھ بھی نہیں ہے

فقط دو چار دن کی ہے یہ دنیا
ارے چھوڑو یہاں کچھ بھی نہیں ہے

کہاں دارا کہاں ہے اب سکندر
بچا کس کا نشاں کچھ بھی نہیں ہے

کوئی مطلوب ہے نا کوئی طالب
زماں ہے نا مکاں کچھ بھی نہیں ہے

سبھی جذبوں کی قیمت لگ چکی ہے
محبت کا بیاں کچھ بھی نہیں ہے

ہمیں کچھ بلاؤں نے گھیرا ہوا ہے
کچھ ان کی اداؤں نے گھیرا ہوا ہے

بظاہر تو کچھ رابطہ بھی نہیں ہے
مگر کچھ جفاؤں نے گھیرا ہوا ہے

یہ جاں سے گزرنا بھی مشکل نہیں تھا
مگر کچھ وفاؤں نے گھیرا ہوا ہے

یہ سادہ دلی بھی ہے اک جرم شاید
یہ کیسی سزاؤں نے گھیرا ہوا ہے

ہمارے لیے بھی ہیں موسم سہانے
ہمیں بھی گھٹاؤں نے گھیرا ہوا ہے

ہمیں منزلوں کی خبر ہی نہیں ہے
ہمیں صرف راہوں نے گھیرا ہوا ہے

ستم گر کا ہر وار خالی گیا ہے
ہمیں کچھ دعاؤں نے گھیرا ہوا ہے

آنکھ پر تھا عذاب کا موسم
جب بھی آیا گلاب کا موسم

ایک پل میں بدل گیا منظر
جانے کب تھا شباب کا موسم

نفرتوں میں بدل گیا آخر
چاہتوں کے سراب کا موسم

کون جانے کہاں برستا ہے
بادلوں میں یہ آب کا موسم

چاند ابھرا ہے جس کے چہرے سے
اس کا پیکر شراب کا موسم

نیلما اپنے ساتھ رہتا ہے
روز و شب ہی کتاب کا موسم

اسے اک بار ملنا ہے اسے پھر چھوڑ دینا ہے
یوں اپنی زیست کو ہم نے نیا اک موڑ دینا ہے

اسے جانا ہے اک حیرت کدے میں گم بھی ہونا ہے
ہمیں تو سانس کا رشتہ بھی خود ہی توڑ دینا ہے

کبھی آنگن کو بھرنا ہے سنہری دھوپ سے ہم نے
کبھی اک سرمئی سی شام کا رخ موڑ دینا ہے

بسانا ہے ہمیں الفاظ سے اپنے ہی گھر اپنا
اسی گھر کو فقط جھوٹی انا سے توڑ دینا ہے

سبھی موسم بدل جاتے ہیں باقی کچھ نہیں رہتا
پرندے جانتے ہیں یہ گلستاں چھوڑ دینا ہے

ہماری روح تو اس خاک میں کب سے مقید ہے
قفس سونے کا بھی ہو اس کو آخر توڑ دینا ہے

❁

یہ دل ناداں بہت سنبھلا ہوا ہے
یہ کیسا سانحہ جاں پر ہوا ہے
پرندے کی اذاں گم ہو گئی ہے
گلوں کا رنگ بھی اترا ہوا ہے

سبھی اشجار مجھ سے کہہ رہے ہیں
پرندوں کو نا جانے کیا ہوا ہے

ندی تیری روانی کیا ہوئی ہے
یہ پانی آج کیوں ٹھہرا ہوا ہے

بہت بیتاب ہے وہ آسماں پر
زمیں میں زلزلہ رکھا ہوا ہے

یوں ہر سو چاندنی بکھری ہوئی ہے
یہاں پانی میں چاند اترا ہوا ہے

کوئی آیا تھا گھر میں آج میرے
مرا آنگن بہت مہکا ہوا ہے

❁

زندگی ہم نے کئی خواب سہانے دیکھے
کتنے پھولوں سے سجے کتنے زمانے دیکھے

عکس زندہ رہا پانی میں حسیں یادوں کا
نہر کے پاس سبھی گزرے زمانے دیکھے

کیسے گزرے تھے وہ لمحے تری تنہائی کے
ہم نے تو چاند ترے سارے ٹھکانے دیکھے

وہ جو اک پیڑ ہے تنہا وہ کبھی بولتا ہے
جانے والے سے کہو میرے فسانے دیکھے

کس قدر ہجر میں تڑپے ہیں اسے کیا معلوم
جب بھی وہ لوٹا نئے اس کے بہانے دیکھے

لوگ کہتے ہیں زمانے نے بدل ڈالا اسے
ہم نے تو نیلما انداز پرانے دیکھے

سوچ کا کوئی لمحہ جب اتر کے آیا ہے
سوچ کی صلیبوں پر میں نے گھر بنایا ہے

اس کو سوچتے رہنا اس کو چاہتے رہنا
یہ تو اپنا شیوہ ہے اس کو کب بتایا ہے

لوگ سارے نالاں ہیں لوگ سارے ترساں ہیں
زندگی کے رستے پر ایسا خوف چھایا ہے

پھول تو تڑپتے ہیں خوشبوؤں کے گھیرے میں
ایسے روپ نکھرا ہے ایسے رنگ آیا ہے

بچ گئے تو پھر کیا ہے چل بسے تو پھر کیا ہے
چار دن کے جیون کو موت نے سجایا ہے

اس قدر اندھیرے میں دھند کا اجالا ہے
ایسے سرد موسم میں اک دیا جلایا ہے

اس کے لہجے میں تھکن اتری تو میں لوٹ آئی
دل میں پھر ایک چبھن اتری تو میں لوٹ آئی

صبر لازم تھا ہر اس شے سے جو اچھی لگتی
میری آنکھوں میں جلن اتری تو میں لوٹ آئی

اس کی باتوں میں سحر تھا یا ذہانت اس کی
اس کے چہرے پہ پھبن اتری تو میں لوٹ آئی

کیسا احساس تھا وہ جلتے شراروں جیسا
پیار کی دل میں جلن اتری تو میں لوٹ آئی

جس کا دعوی تھا کہ وہ ساتھ نا چھوڑے گا کبھی
اس کے ماتھے پہ شکن اتری تو میں لوٹ آئی

❁

اسے پایا تو جینا چاہتے ہیں
اسے کھویا تو مرنا چاہتے ہیں

عجب خواہش ہے اب تو یہ ہماری
جو چاہا ہے وہ کرنا چاہتے ہیں

بہت نایاب ہیں خوشیاں یہاں پر
کبھی کھل کر بھی ہنسنا چاہتے ہیں

کوئی کندھا نہیں ہے سر ٹکا کر
کبھی ایسے بھی رونا چاہتے ہیں

بہت جاگے ہوئے ہیں مدتوں سے
زمیں اب ہم بھی سونا چاہتے ہیں

❁

اک سراپا جمال دیکھا ہے
ہم نے یوسف مثال دیکھا ہے

آنکھ اس پر ٹھہر نہیں سکتی
ایسا جاہ و جلال دیکھا ہے

بات کرنے سے پھول جھڑتے ہیں
دو لبوں کا کمال دیکھا ہے

آنکھ گویا ہے میکدے جیسی
زلف ریشم کا جال دیکھا ہے

اس کی تعریف کیسے ممکن ہو
ہم نے رب کا کمال دیکھا ہے

❀

تمہیں یہ کس نے کہا تھا کہ اس سے پیار کرو
جو آئے گا نا کبھی اس کا انتظار کرو

تمام عمر بتا دو کسی کے رستے میں
یہ کیا کہ بات کا ایسا بھی اعتبار کرو

نا ایک در پہ صدا دو کسی گدا کی طرح
نا ایک شخص پہ اپنا جہاں نثار کرو

نئے زمانے نئے راستے نئے موسم
پکارتے ہیں تمہیں ان کو اختیار کرو

بھلا دو گزرے ہوئے پل پرانی باتوں کو
نیا چلن، نئی زندگی شعار کرو

کسی کے پیار میں ہر دم گل و گلزار سا رہنا
بنا سوچے کسی شے کو یونہی سرشار سا رہنا

یقیں کرنا کسی کی ذات پر اور پھر بدل جانا
کبھی لیلیٰ کبھی مجنوں کبھی ہشیار سا رہنا

زمانہ کیا ہے انساں کو یہ کیسے رنگ دیتا ہے
کسی کی خاک پا ہونا کبھی دستار سا رہنا

کبھی دنیا کے طعنے سہہ کے اس دنیا کو تج دینا
کبھی اپنے ہی رستے میں کسی دیوار سا رہنا

تمھیں کیا ہو گیا ہے نیلما اس دشت وحشت میں
کبھی چھپ چھپ کے رو لینا کبھی بیمار سا رہنا

❀

مجھ سے ملنے کی آس رکھتا ہے
پھر مجھے کیوں اداس رکھتا ہے

اس کا پیکر تمام ریشم ہے
وہ جو صندل سی باس رکھتا ہے

کوئی اس سے ملے تو پھر پوچھوں
دل پہ قابو حواس رکھتا ہے

اس کی آنکھیں سجی ہیں راگوں سے
گیت سارے اداس رکھتا ہے

وہ سمندر کی لہروں جیسا ہے
ساری کرنوں کو پاس رکھتا ہے

❁

ہم کسے ڈھونڈتے رہے برسوں
جانے کس سے جدا رہے برسوں

کون ہم کو صدائیں دیتا رہا
ہم کسے چاہتے رہے برسوں

دل میں اک جنگ تھی جو جاری رہی
اس کو ہم ہارتے رہے برسوں

بے اماں آشیاں میں رہتے رہے
اور خود سے خفا رہے برسوں

خواب دیکھے تھے بند آنکھوں سے
جانے کیوں جاگتے رہے برسوں

❁

دشمنوں سے دوستی کرتے رہے
ہم یہ کیسی زندگی کرتے رہے

دل لگانے کی ہمیں فرصت نہ تھی
کب کسی سے دل لگی کرتے رہے

خود پرستی کا نیا انداز تھا
ہم تو خود پر شاعری کرتے رہے

بے نیازی پر اسے بھی زعم تھا
ہم بھی یونہی بندگی کرتے رہے

اس نگر میں جھوٹ کا ہی راج تھا
جان کر بھی راستی کرتے رہے

❁

یاد بجھانے آیا تھا
بھاگ جگانے آیا تھا

بادل بارش سردی میں
پیار جتانے آیا تھا

وہ تو اب بھی میرا ہے
یہ بتلانے آیا تھا

میری آنکھیں پیاسی تھیں
پیاس بجھانے آیا تھا

آنکھ میں اس کے شوخی تھی
مجھ کو ستانے آیا تھا

میرے سونے آنگن کو
وہ مہکانے آیا تھا

آنکھ سے سپنے روٹھے تھے
اور دکھانے آیا تھا

ساون جیسی برکھا میں
دل کو جلانے آیا تھا

کچھ دنوں سے رابطے ٹوٹے ہوئے ہیں
کچھ دنوں سے ہم بہت الجھے ہوئے ہیں

کچھ دنوں سے دھڑکنیں بکھری ہوئی ہیں
کچھ دنوں سے سانس بھی اجڑے ہوئے ہیں

کچھ دنوں سے فون بھی بجتا نہیں ہے
کچھ دنوں سے وہ ہمیں بھولے ہوئے ہیں

کچھ دنوں سے یاد بھی آتی نہیں ہے
کچھ دنوں سے ہم بھی کم روئے ہوئے ہیں

کچھ دنوں سے بات کرنا چاہتے ہیں
کچھ دنوں سے فاصلے رکھے ہوئے ہیں

کچھ دنوں سے آنکھ بھی جھپکی نہیں ہے
کچھ دنوں سے نیند کو ترسے ہوئے ہیں

کچھ دنوں سے کچھ تو ہے جو کھو گیا ہے
کچھ دنوں سے ہم بہت کھوئے ہوئے ہیں

میرے اندر جو آگ دہکی ہے
اس سے گھر کی فضا بھی مہکی ہے

میں نے دیکھا ہے پہلی بار اسے
میری جاں بھی خوشی سے چہکی ہے

جو ہوا اس کو چھو کے آئی ہے
وہ بھی کچھ آج بہکی بہکی ہے

دل کی حالت عجیب ہے اب کے
سانس بھی میری دہکی دہکی ہے

یوں خزاں میں بہار آئی ہے
ہر کلی پھول بن کے مہکی ہے

کسی رخ پر جمال آنے سے پہلے
محبت میں کمال آنے سے پہلے

مجھے بھی لوٹ جانا ہے یہاں سے
دلوں میں پھر ملال آنے سے پہلے

جواب اس کی نظر میں آگیا ہے
مرے لب پر سوال آنے سے پہلے

یہ آنکھوں میں نمی کیوں آگئی ہے
خوشی کا پھر خیال آنے سے پہلے

چلو اک رت جگا پھر سے منا لیں
رفاقت میں زوال آنے سے پہلے

یوں سلسلہ دل جاں ہمیں ڈھونا پڑا تو ہے
اک بے وفا کو دل میں سمونا پڑا تو ہے

تھے زندگی کے ہاتھ تہی کس سے مانگتے
جاں تک کو آخرش ہمیں کھونا پڑا تو ہے

معلوم تھا کہ پھل نہ ملے گا جہان میں
اک اک شجر کو ہاتھ سے بونا پڑا تو ہے

رو رو کے سو گیا ہے وہ بچہ نا جانے کیوں
جب پاس اس کے ایک کھلونا پڑا تو ہے

بالوں میں بھر گئی ہے جو چاندی تو کیا ہوا
گالوں میں اس کی آج بھی سونا پڑا تو ہے

جی کا زیاں ہوا تھا بہت کارِ عشق میں
ہر نقش آبِ چشم سے دھونا پڑا تو ہے

زندگی کو ایک دن یوں ختم ہی ہونا تو ہے
جو ملا ہے آج اس کو آخرش کھونا تو ہے

غم کی آتش نے جلایا ہے مجھے یوں بارہا
جل بجھا ہے دل تو آخر آنکھ کو رونا تو ہے

بوجھ ہستی سے تو اب شانے بھی شل ہونے لگے
جب تلک ہے زندگی اس بوجھ کو ڈھونا تو ہے

اس سے ملنے کی خوشی میں رات بھر سوئی نہیں
ایسا لگتا ہے کہ جیسے عمر بھر روئی نہیں

جب خوشی کی آرزو کی غم سے آنگن بھر گیا
فصل وہ اگتی رہی ہے جو کبھی بوئی نہیں

اچھے وقتوں کے لیے ہیں دوست رشتہ داریاں
اب گھڑی مشکل کی ہے تو دور تک کوئی نہیں

جو غم بھی اترا تھا دل میں وہ کم نہیں اترا
یہ آنکھ چپ رہی ایسے کہ نم نہیں اترا

کسی کی یاد سلامت رہی مرے گھر میں
کسی بھی شام کوئی چاند کم نہیں اترا

میں یوں گریزاں سی پھرتی ہوں اپنے سایے سے
مری انا میں چھپا تھا جو خم نہیں اترا

وہ حادثہ تھا محبت کا یا کوئی دکھ تھا
کوئی بھی زہر مرے دل میں کم نہیں اترا

عجیب راز تھے دل میں کسی کی الفت کے
یوں اس کے بعد زمانے کا غم نہیں اترا

عشق انجام تک نہیں پہنچا
وہ مرے نام تک نہیں پہنچا

راہ دشوار تھی سفر تنہا
دل کسی گام تک نہیں پہنچا

خوش نصیبی ہے اس پرندے کی
جو ابھی دام تک نہیں پہنچا

خط میں کیا تھا جو آنکھ پرنم تھی
گو وہ پیغام تک نہیں پہنچا

دل میں حسرت تھی کیسی پینے کی
ہاتھ جب جام تک نہیں پہنچا

کیا ہوا ہر شخص میں تم کیوں نظر آنے لگے
اس طرح اس دشت میں کیوں مجھ کو تڑپانے لگے

اجنبی دیوار و در ہیں اجنبی راہیں یہاں
پر جدھر بھی دیکھتی ہوں تم ہی تم آنے لگے

یہ مرا ادراک ہے وہم و گماں ہے کیا کہوں
پیڑ پتے یہ ہوا سورج بھی اب گانے لگے

چاند دیشب سو گیا جانے کسی بادل تلے
میں نے تاروں سے جو پوچھا وہ بھی شرمانے لگے

ایک صحرا ہے مرے اندر تو باہر دشت ہے
ہر طرف ہے آگ لیکن دل میں میخانے لگے

اک تصور پر ہے قائم اپنی ساری کائنات
اور اک فردوس پائیں گے وہ فرمانے لگے

❀

چاند ہر رات اندھیرے میں چمکتے کیوں ہو
میرے آنگن میں یوں چپ چاپ اترتے کیوں ہو

میں نے آنکھوں میں کئی خواب سلا رکھے ہیں
رات بھر خواب کی بستی سے گزرتے کیوں ہو

ریت ہے پاوں تلے سر پہ ہے نیلا آنچل
میں تو بے راہ مسافر ہوں یوں تکتے کیوں ہو

میں نے دیکھا ہے تمہیں نیل کنارے اکثر
رات کے پچھلے پہر پانی میں بہتے کیوں ہو

چاند تم کیسے مسافر ہو کہ تھکتے ہی نہیں
سنگ چلنا ہے مرے یہ مجھے کہتے کیوں ہو

نثری اور آزاد نظمیں

ماں

ماں
میں نے تیرے ہی قدموں سے
چلنا سیکھا تھا
ماں
میں نے تیری ہی باتوں سے
بولنا سیکھا تھا
ماں
میں نے تیری ہی آنکھوں سے
دیکھنا سیکھا تھا

ماں
میں نے تیرے ہی ہاتھوں سے
لکھنا سیکھا تھا
ماں
میں نے تیرے ہی سانسوں سے
جینا سیکھا تھا

ماں! اگر تو نا ہوتی تو
چلنا، بولنا، دیکھنا، لکھنا
اور یہ جینا
میں کیسے کر پاتی؟

کسی سے کہنا

کسی سے کہنا اداس ہوں میں
کسی سے کہنا چلے بھی آؤ

تھکن نگاہوں میں آگئی ہے
چبھن سی آنکھوں میں چھا گئی ہے

تمام رستے دھواں دھواں ہیں
تمام منظر بدل گئے ہیں

اک آس دل میں بجھی ہوئی ہے
تڑپ سی من میں جلی ہوئی ہے

کسی سے کہنا اداس ہوں میں
کسی سے کہنا چلے بھی آؤ

میں نے کتنا ظلم کیا ہے

میں نے کتنا ظلم کیا ہے
اس بچے کو کار کھلونا دے آئی ہوں
جس کے تن پر دھوپ کے کپڑے
جس کے پیر میں ریت کے جوتے
جس کے سر پر گرد جمی تھی
جس کے لبوں پر پیاس جڑی تھی

میں نے کتنا ظلم کیا ہے
اس بچے کو کار کھلونا دے آئی ہوں

خزاں کے رنگ

خزاں کے رنگ کتنے خوبصورت ہیں نرالے ہیں
یہ پیلے ہیں، سنہرے ہیں، نارنجی ہیں
گلابی ہیں
کئی دلکش مناظر ہیں
جو قدرت نے سجائے ہیں
انہی رنگوں کے آمیزے سے
کچھ چہرے بنائے ہیں
میرے چہرے میں جتنے رنگ ہیں
سارے خزاں کے ہیں

خزاں کا اک سنہری دن تھا
جب دنیا میں آئی تھی
خزاں کی وہ نارنجی شام
مجھ کو خوب بھائی تھی
وہ لمحہ زندگی تھا
جب میری "ماں" مسکرائی تھی

یہ بھوگن بیل جو میری سہیلی ہے

یہ بھوگن بیل جو میری سہیلی ہے
یہ کہتی ہے کہ مت جاؤ

لہو رنگ ریت پیروں سے لپٹ کر

روکنا چاہے
کئی دن سے روپہلی چاندنی

مجھ سے گریزاں ہے
چمکتی دھوپ کو معلوم ہے
مجھ سے بچھڑنا ہے
مجھے اذن سفر ہے
اور بہت ہی دور جانا ہے

جشن بہاراں

جشن بہار میں رستوں پر
جو پھول سجاتے رہتے ہیں
نہر کنارے روشن کرتے
رنگ بچھاتے رہتے ہیں
کاش کوئی ان کو بتلائے
بھوک، بیماری، غربت ہو تو
بچے مرجھا جاتے ہیں
پھولوں کی خوشبو سے اچھی
روٹی کی خوشبو ہوتی ہے
پھولوں والے تھال یہ لے لو
روٹی والی تھالی دے دو

مجھے خبر ہے

تمہارے چہرے پہ جو خوشی ہے
تمہاری آنکھوں میں جو نمی ہے
تمہارے دل کی یہ تیز دھڑکن
میرے لیے ہے

مجھے خبر ہے
مگر حقیقت تو یہ ہے جاناں
تم ایشیا کی حسین دھرتی کی
اپسرا ہو
میں کالی نگری کا کالا باسی

بہت سی صدیاں، بہت سے طوفاں
کئی سمندر، گھنیرے جنگل
اور ایک صحرا کا فاصلہ ہے
جو کٹ سکا ہے نا کٹ سکے گا

مجھے خبر ہے
تمہارے چہرے پہ جو خوشی ہے
تمہاری آنکھوں میں جو نمی ہے
تمہارے دل کی یہ تیز دھڑکن
میرے لیے ہے

کیا خبر کل یہ زندگی نا ملے

دیکھ لو! آج ہم کو جی بھر کے
کیا خبر کل کسی دھماکے میں
گھر سے نکلیں تو رزق خاک بنیں

آج کا دن بہت غنیمت ہے
جو بھی سوچا ہے آج کر ڈالیں
جس سے ملنا ہے اس سے بات کریں

رابطے اپنے سارے پیاروں سے
رابطے دوستوں عزیزوں سے

کر کے کہہ دیں وہ ہم کو پیارے ہیں
زندگی کے وہ ہی سہارے ہیں

بخش دیں ہم نے گر خطا کی ہے
معاف کر دیں اگر جفا کی ہے
کیا خبر کل یہ زندگی نا ملے

کیا خبر کل کسی دھماکے میں
گھر سے نکلیں تو رزق خاک بنیں
دیکھ لو! آج ہم کو جی بھر کے

امرتا پریتم کے لیے ایک نظم

وہ اپنے زندہ لفظوں سے
جہاں آباد کرتی تھی
دلوں کو شاد کرتی تھی

وہ اک عزم جواں تھی
یا محبت کی زباں جس میں
حسیں لفظوں کے سارے
چاند تارے جگمگاتے تھے
سبھی رنگ مسکراتے تھے

وہ سچ تھی۔۔۔۔اور سچ ہی بولتی تھی

سچ ہی لکھتی تھی

بہادر تھی۔۔۔تو وارث شاہ کو بھی

للکار کر نوحہ سناتی تھی

حسیں تھی۔۔۔اور اک حسن تغافل

اس کا شیوہ تھا

وفا تھی۔۔۔اور اک امروز کی قربت میں

زندہ تھی

امر تا تھی۔۔۔امر ہے جب تلک

اک گل کھلا ہے

اک دیا روشن ہے

یا اک آنکھ میں آنسو رکا ہے

وہ امر ہے

بے نظیر بھٹو کے لیے

ہم ایسے لوگ ہیں
جو رہبروں کو مار دیتے ہیں
حسیں خوابوں
حسیں ذہنوں
حسیں جذبوں
کی قیمت ایک گولی ہے

ہم آنکھیں بند رکھتے ہیں
مگر خوابوں کو آنے کی
اجازت ہم نہیں دیتے

ہم اک بدرنگ دنیا کے
مکیں ہیں
اگر کوئی یہاں آئے

اور اپنی ماما کی گود میں
خوشیوں کے رنگ لائے
سنہری خواب کا تھیلا
دکھا کر ہم کو یہ کہہ دے

ذرا جاگو۔۔۔۔ادھر دیکھو
کہ دنیا کے گلابوں پر
خوشی کے سارے خوابوں پر
تمہارا ابھی کوئی حق ہے

تو ہم ذہنوں میں جسموں میں
کئی بارود لے کر اس سے ملتے ہیں
خوشی کے سارے رنگوں کو
لہو سے تول دیتے ہیں
ہم اس کے سارے خوابوں کو
سبھی ہنستے گلابوں کو
زمیں میں رول دیتے ہیں

اک نیا سانحہ

ہوا تو کچھ نہیں ایسا
مگر دل بجھ گیا یونہی

عجب سی ٹیس اٹھتی ہے
عجب سا درد ہوتا ہے
جب آنکھیں رو نہیں سکتیں
تو دل میں کون روتا ہے؟

قیمت تو چکانی پڑتی ہے

قیمت تو چکانی پڑتی ہے
روٹی کی اور منصب کی

تن میں کتنے زخم کھلے ہیں
روح میں کتنے گھاو لگے ہیں

میں نے کتنی قیمت دی ہے
روٹی کی اور منصب کی

سونامی

ابھی کچھ دیر پہلے ہی
وہ ہنستے تھے وہ گاتے تھے
کئی خوشیاں مناتے تھے

گھروں میں بس رہے تھے وہ
جہاں میں ہنس رہے تھے وہ
وہ آنکھوں کے ستارے تھے
دلوں کے بھی سہارے تھے

ابھی کچھ دیر پہلے ہی
وہ ماں لوری سناتی تھی

وہ بابا گیت گاتے تھے
بہن گودی کھلاتی تھی
بڑے بھیا ستاتے تھے

ابھی کچھ دیر پہلے ہی
خوشی ان کا مقدر تھی
ستارے مسکراتے تھے
یہاں بھی گھر تھے۔۔۔آنگن تھے
سبھی موسم، نظارے تھے
محبت سے بھرے دل تھے
ہزاروں دل۔۔۔جو پیارے تھے

مگر اب کچھ نہیں جاناں
اچانک اک بلا آئی
جہاں میں اک قضا چھائی

نہ آنگن ہیں۔۔۔نہ تارے ہیں
نہ مائیں ہیں۔۔۔نہ بچے ہیں

نہ بابا کے دلارے ہیں

سبھی لاشے بنے پل میں

بچے جو۔۔۔۔بے سہارے ہیں

انھیں جینا سکھانا ہے

نئے جیون کے رستے پر

انہیں پھر سے چلانا ہے

ہمیں جو رب نے بخشا ہے

اسی کو بانٹ لیتے ہیں

ہے مشکل کی گھڑی ان پر

تو مل کر کاٹ لیتے ہیں

ہوا کتنی بھی ظالم ہو

یہ پانی موت بن جائے

زمیں کروٹ بدل جائے

کوئی مشکل گھڑی آئے

مگر دنیا میں کوئی بھی

کہیں تنہا نہ رہ جائے

چلو یہ عہد کرتے ہیں
قدم مل کر بڑھاتے ہیں
جو تنہا رہ گئے ہیں اب
انہیں جینا سکھاتے ہیں
انہیں پھر سے ہنساتے ہیں

کوئی خبر دے

کوئی خبر دے
وہ جن کے قدموں کی آہٹوں سے
جہاں میں خوشبو بھری ہوئی تھی
وہ بچے! جن کو ابھی کھلونے پکارتے ہیں
کدھر گئے ہیں
کوئی خبر دے؟
کہ آج کوئی مرا نہیں ہے
''غزہ'' کے معصوم شہریوں پر
کوئی ستم۔۔۔اب ہوا نہیں ہے

جوان بہنوں کی بین کرتی صدائیں
خاموش ہو گئی ہیں
ضعیف آنکھوں کے اشک گالوں پہ
رک گئے ہیں
فضا سے بارود ہٹ گیا ہے
جو جنگ کا بادل تھا چھٹ گیا ہے
کوئی خبر دے؟
کہ جو بلا تھی۔۔۔وہ ٹل گئی ہے
کہ اب قیامت گزر گئی ہے

سال کی پہلی بارش

سال کی پہلی بارش میں
میں بھیگ رہی ہوں
سال کی پہلی بارش میں
تم یاد آئے ہو
سال کی پہلی بارش میں
میں سوچ رہی ہوں
گزرے برس کے ہر ہر پل میں
کیا دیکھا تھا؟
گزرے برس کے ہر ہر پل میں
کیا سوچا تھا؟

گزرے برس کے ہر ہر پل میں
کیا چاہا تھا؟
گزرے برس کے ہر ہر پل میں
کیا کھویا تھا؟
گزرے برس کی اک بارش میں
تم بچھڑے تھے
سال کی پہلی بارش ہے
تم پاس نہیں ہو

بارش آئی

بارش آئی تم نہیں آئے

بھیگی شام کے سائے پھیلے
سرمئی سرمئی بادل چھائے
تم نہیں آئے

جگنو چمکے پتوں کی جھنکار بجی
برکھا نے بھی رنگ برسائے
تم نہیں آئے

کوئل نے بھی گیت سنائے ساون کے
تتلی جھومے ناچے گائے
تم نہیں آئے

آگ کے ساتھ کیسا رشتہ تھا

آگ کے ساتھ کیسا رشتہ تھا
آگ ہر پل ہمیں جلاتی رہی

آگ ہر پل ہمیں بجھاتی رہی
آگ ہر پل ہمیں ستاتی رہی

سرد راتوں میں جب اکیلے تھے
آگ لوری ہمیں سناتی رہی

آگ کے ساتھ کیسا رشتہ تھا؟

ٹھیکیدارو

اسلام کے ٹھیکیدارو تم
اسلام کو رسوا کرتے ہو
قاتل کو غازی کہتے ہو
یوں اپنی سیاست کرتے ہو
فاروق کو تم نے قتل کیا
عثمان کو تم نے قتل کیا
تم نے ہی حسن کو زہر دیا
تم نے ہی علی کو قتل کیا

اسلام کے ٹھیکیدارو تم
اسلام کو رسوا کرتے ہو

تم خارجی تھے تم بزدل تھے
تم ہی تھے یزیدی لشکر میں
تم نے ہی حسین کو قتل کیا
تم ہی تھے شمر کے پیکر میں

اسلام کے ٹھیکیدارو تم
اسلام کو رسوا کرتے ہو

ہر دور میں تم موجود رہے
ہر دور میں تم نے ظلم کیا
ہر دور کے لوگوں کو تم نے
اپنا ہی جھوٹا درس دیا

اسلام کے ٹھیکیدارو تم
اسلام کو رسوا کرتے ہو

تم خوف کی ایک علامت ہو
تم خود کش ہو تم قاتل ہو
تم ہی انسان کے دشمن ہو
تم ہی اسلام کے دشمن ہو

اسلام کے ٹھیکیدارو تم
اسلام کو رسوا کرتے ہو
قاتل کو غازی کہتے ہو
یوں اپنی سیاست کرتے ہو

الگ سی بات کرنی ہے

الگ سی بات کرنی ہے
الگ سا دِن بِتانا ہے
کبھی اس سے بھی ملنا ہے
کبھی اس کو ستانا ہے
اسے ہم پیار کرتے ہیں
اسے یہ بھی بتانا ہے
اسے کھو کر بھی جینا ہے
اسے کھو کر دکھانا ہے
اسے دل میں بھی رکھنا ہے
اسے پھر بھول جانا ہے

IF YOU HOLD MY HAND

If you hold my hand
I can fly over the world
And touch the sky
If you hold my hand
I can float over the sea
And get the other end
If you hold my hand
I can climb over the mountains
And reach on the top
If you hold my hand
I can walk through the desert
And make it a heaven
I know you can protect me
From every evil of the world
I know you can stay faithful
And protect your self
From every evil of the world
For me, for yourself,
For our comming generation
Will you.....come with me?
To check our HIV status.

(This poem won First Position in Poetry Competition of African United Nations Hybird Mission in Darfur on World HIV & AIDS Day. 01-December-2010)

ME, RAIN AND YOU

The drops of rain are touching my soul
I am feeling you in my heart
Through the doors of my eyes
I cannot touch you
I cannot allow you to touch me
In this beautiful season
How cruel I am
I am cruel with my self
I am cruel with you
I am cruel with this rainy season
This comes for a littlewhile in this desert
I know this rain will never come again
I know you will not be with me again
I know I will not be here again
This season will go soon with all these moments
But in every rainy season
When rain drops will touch my soul
I will recall this day
I will recall your presence
I will recall your shining bright eyes
I will recall the touch of my eyes on your face
Then we will be together again
Me, rain and you

محترمہ نیلما ناہید درانی صاحبہ، نہ صرف میری ہم پیشہ رہی ہیں بلکہ میری ادبی رہبر بھی ہیں۔ ہم پیشہ اس طرح کہ ہم ایک ہی محکمے سے تعلق رکھتے ہیں اور رہبر یوں کہ انہوں نے انگلی پکڑ کر مجھے میدان ادب میں چلنا سکھایا۔ وہ ایک صف اوّل کی شاعرہ ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت افسانوں اور سفرناموں کی تخلیق کار بھی ہیں۔ ان کی بیشتر تصانیف کے کئی کئی ایڈیشن آ چکے ہیں۔

آج ان کا زیرِنظر مجموعہ بھی اسی صف میں آن کھڑا ہوا ہے، جس کے لئے وہ مبارکباد کی مستحق ہیں۔

''قطرہ قطرہ عشق'' کی دو خصوصی باتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اس کا بیشتر حصہ انہوں نے پردیس میں اس وقت تخلیق کیا جب وہ محکمانہ طور پر UNO کے مشن کے سلسلے میں سوڈان میں تھیں۔ نتیجتاً دیارِ غیر میں رہنے والوں کی اُداسی کا رنگ جھلکتا ہے۔ دوسری خاص بات اس میں دریائے نیل سے محبت کا اظہار ہے۔ یہی بات اس کو میرے تیسرے سفرنامے ''نیل کے سنگ'' سے جوڑتی ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس کے متعدد شعروں نے میرے مصر کے سفر کے لئے مہمیز کا کام کیا۔ مثلاً

یا رب تیرے فرعون سے ملنا ہے کسی دن
اس نیل کنارے مجھے چلنا ہے کسی دن

میں نے سفرنامے کے پیش لفظ میں یہ سارے خوبصورت شعر دہرائے ہیں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ 1986ء میں اپنے پہلے مجموعے ''جب تک آنکھیں زندہ ہیں'' سے شہرت کے آسمان پر چمکنے والی شاعرہ، عمرِ خضر پائے اور مزید شاہکار تخلیق کرتی رہے۔ آمین۔

طاہر انوار پاشا
انسپکٹر جنرل آف پولیس (ریٹائرڈ)
2۔ مارچ 2022